17256
۷/۱۸

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

انتظامیہ جامعہ بیت السلام نے آپ سے اس سوالنامے سے قبل کچھ ضوابط کے بارے میں سوال کیا تھا، وہ اور اس کا جواب ساتھ لف ہے۔

آپ نے جواب میں جو رہنمائی فرمائی تھی، اس کی روشنی میں ادارے نے اپنے ضوابط میں کچھ ترمیمات کرنے کا فیصلہ کیا ہے، جن کی بابت آپ حضرات سے شرعی رہنمائی مطلوب ہے۔

بطور تمہید یہ بات عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ادارہ اپنے اساتذہ کو مختلف قسم کی مراعات دیتا ہے۔ جن کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

1. گھر: اساتذہ کو تین سال کا عرصہ پورا ہونے پر ادارے کی صوابدید پر گھر (دو کمرے، بیٹھک اور لاؤنج پر مشتمل) الاٹ کیا جاتا ہے، جس کا کوئی کرایہ وصول نہیں کیا جاتا۔ اور جو اساتذہ یہ گھر نہ لینا چاہیں ان کو تین ہزار روپے بطورِ الاؤنس کے دیے جاتے ہیں۔
2. بجلی: اساتذۂ کرام کے لیے بجلی کا استعمال بھی مفت ہے، بغیر کسی عوض کے گھروں اور رہائشی کمروں (دار الاقامہ میں) بجلی فراہم کی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ ادارے کے شہر سے دور ہونے کی بنا پر بجلی اکثر اوقات جنریٹر سے پیدا کی جاتی ہے، جس میں ادارے کا ماہانہ تقریباً دس سے بارہ لاکھ روپیہ صرف ہوتا ہے۔
3. پانی: شہر سے دوری کی بنا پر پانی کی فراہمی (آر او پلانٹ اور پانی کے ٹینکروں کی مد میں) پر بھی کافی لاگت آتی ہے۔ اور یہ بھی اساتذہ کے گھروں میں مفت فراہم کیا جاتا ہے۔
4. علاج و معالجہ: تمام اساتذۂ کرام کے لیے اور انکے اصول و فروع کے لیے ادارے کی جانب سے مفت علاج و معالجہ کی سہولت بھی دستیاب ہے۔ ادارے میں بھی روزانہ ڈاکٹر صاحب تشریف لاتے ہیں، اور دوائیں بھی جامعہ میں موجود کلینک سے مفت دستیاب ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ شہر کے ایک اچھے اسپتال (جہاں تقریباً چھوٹا بڑا ہر طرح کا علاج ہو جاتا ہے) سے بھی علاج کرانے کی سہولت موجود ہے۔
5. ٹرانسپورٹ: کچھ اساتذہ روزانہ گھر آتے جاتے ہیں، ان کے لیے روزایک ہائی ایس گلشن حدید سے جامعہ اساتذہ کو صبح لاتی اور شام کو چھوڑتی ہے۔ جبکہ وہ اساتذہ جو جامعہ میں بمع اہل و عیال مقیم ہیں، ان کے لیے دو گاڑیاں

موجود ہیں، جو ادارے کے کام کے علاوہ ان کو شہر لانے لے جانے کا کام کرتی ہیں۔ اس کے عوض میں ادارہ اساتذہ سے ایندھن کے چوتھائی حصے کا عوض وصول کرتا ہے اگر واپسی چار گھنٹے کے اندر ہو، ورنہ پورے ایندھن کی رقم وصول کی جاتی ہے، جو کہ پبلک ٹرانسپورٹ سے بہت سستی پڑتی ہے۔

6. کھانا

a. ایک فرد کا مفت کھانا: استاد محترم کا اپنا کھانا تینوں وقت کا مفت ہے، اور جامعہ میں مقیم اساتذہ یہ کھانا اپنے گھر منگوا کر بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

b. بقیہ افراد کا کھانا: اس کے علاوہ وہ افراد جو مستقل جامعہ میں رہتے ہیں، مثلاً استادِ محترم کی اہلیہ یا والدین وغیرہ، ان کے لیے پورے مہینے کا تینوں وقت کا کھانا صرف ایک ہزار روپے فی کھانا کی ادائیگی سے وصول کیا جا سکتا ہے، یعنی ایک ہزار روپے سے ایک فرد کا تین وقت کا کھانا جاری کرایا جا سکتا ہے۔

c. باقی مہمانان کی آمد کی صورت میں اگر عارضی طور پر کھانا لینے کی ضرورت پیش آئے تو اس کے الگ سے ریٹ مقرر ہیں۔ لیکن وہ بھی بازار سے بہت کم ہیں۔

7. چھتیس لاکھ کا الاؤنس: ادارہ اساتذہ کو ہر پانچ سال بعد کچھ رقم بطورِ الاؤنس دیتا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

i. پانچ سال بعد	:	ایک لاکھ
ii. دس سال بعد	:	دو لاکھ
iii. پندرہ سال بعد	:	تین لاکھ
iv. بیس سال بعد	:	چار لاکھ
v. پچیس سال بعد	:	پانچ لاکھ
vi. تیس سال بعد	:	چھ لاکھ
vii. پینتیس سال بعد	:	سات لاکھ
viii. چالیس سال بعد	:	آٹھ لاکھ
کل عرصہ: چالیس سال	:	کل رقم: چھتیس لاکھ

واضح رہے کہ فی الحال تو اسی پر عمل درآمد کیا جاتا ہے، تاہم اس الاؤنس کا اجراء جامعہ کی استطاعت پر موقوف ہے۔

اس کے علاوہ ادارے اپنے کئی اساتذہ کو حج اور بعض کو عمرہ بھی کروا چکا ہے، لیکن چونکہ وہ معاملہ ادارے کی صوابدید پر ہے، اس لیے اسے مراعات میں شامل نہیں کیا ہے۔

آپ کے جواب کی روشنی میں (اور ان تمام مراعات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے) ادارہ درج ذیل امور طے کرنا چاہتا ہے۔ اگر ان میں شرعی لحاظ سے کوئی خرابی نہیں ہوگی تو آپ کا جواب آنے کے بعد ان شاءاللہ لاگو کیا جائے گا۔

1. تمام اساتذۂ کرام کو اختیار دے دیا جائے کہ وہ چاہیں تو اضافی ذمہ داریوں کا الاؤنس (عرف اور قانون کے مطابق) وصول فرمالیں، جیسا کہ آپ حضرات نے تجویز فرمایا ہے۔ اس صورت میں ادارہ ان کو جو مراعات دے رہا ہے، وہ نہیں دی جائیں گی، بلکہ عرف کے مطابق ہر چیز کا عوض اور کرایہ وغیرہ طے کیا جائے گا، جو اساتذہ کو ادا کرنا ہوگا۔

2. اور اگر وہ چاہیں تو یہ مراعات بالتفصیل السابق لیتے رہیں، اور انھیں مراعات کو اضافی ذمہ داریوں کا الاؤنس سمجھ لیں۔ اس صورت میں ادارہ الگ سے کوئی الاؤنس جاری نہیں کرے گا۔

یہاں یہ بات دوبارہ واضح کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نگرانیوں کی تقسیم میں انتظامیہ اس بات کی حتی الوسع پوری کوشش کرتی ہے کہ سب اساتذۂ کرام میں برابری رہے، ایسا نہ ہو کسی ایک پر سارا بوجھ ڈال دیا جائے اور دوسرا بالکل فارغ ہو۔

آنجناب کے جواب کے منتظر

منجانب: [signature]

انتظامیہ بیت السلام لنک روڈ، کراچی

(جواب منسلک ہے)

الجواب حامداًومصلیاً

تمہید کے طور پر واضح ہو کہ سوال میں مذکورہ اساتذہ کیلئے تنخواہ کے علاوہ جن سہولیات کا انتظام کیا جاتا ہے وہ دو طرح کی ہیں ایک تو وہ ہیں جو محض تبرعات ہیں، انکو تنخواہ یا تنخواہ کا حصہ قرار دینا درست نہیں۔ جیسا کہ رہائش کے لئے گھر فراہم کرنا علاج و معالجہ کی سہولیات وغیرہ۔ دوسری وہ ہیں جس کو تنخواہ کا حصہ بھی قرار دیا جاسکتا ہے جیسا کہ کھانا ہے اور عام طور پر مدرسین کے تقرر کا معاملہ شرعاً اجارہ کا معاملہ ہے، اور عقد اجارہ میں درج ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

۱۔۔۔: معقود علیہ معلوم اور متعین ہو۔

۲۔۔۔: اجرت معلوم اور متعین ہو۔

۳۔۔۔: اجارہ کا وقت متعین ہو، اور طے شدہ اوقات کے علاوہ میں اس کی صریح رضامندی کے بغیر اس کے فرائض منصبی سے زائد کوئی ذمہ داری عائد نہ کی جائے۔

(۱)۔۔۔مذکورہ بالا اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے سوال میں ذکر کردہ جو سہولیات اساتذہ کو دی جاتی ہیں وہ عرف میں محض تبرع اور عاریت سمجھی جاتی ہیں جو کہ ایک قسم کا عرفی حق بن گیا ہے لہٰذا اساتذہ کے لئے گھر بطور الاؤنس دیا جاسکتا ہے، البتہ اس کے لئے کوئی مناسب ضابطہ وضع کرنا مناسب ہے جس کے مطابق یہ سہولت اساتذہ کو دی جاسکے۔

(۲)۔۔۔اساتذہ کے گھر چونکہ متفاوت ہوتے ہیں۔ بعض کے گھر کے افراد کم ہوتے ہیں اور بعض کے زیادہ اس اعتبار سے ان کے گیس، بجلی کا استعمال بھی متفاوت ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اساتذہ میں سے ہر ایک کی گیس، بجلی وغیرہ کا الگ میٹر لگایا جائے اور ہر ایک کے استعمال شدہ یونٹ کے بقدر اس سے خرچہ وصول کیا جائے اور اس کے بدلے ان کی تنخواہ میں اضافہ کر دیا جائے یا ایک مقررہ حد (مثلاً بجلی، گیس کے اتنے یونٹ) تک کے استعمال کا حق ان مدرسین کو بلا معاوضہ کے دیا جائے، البتہ مقررہ مقدار سے زیادہ کے استعمال کا ان سے معاوضہ لیا جائے، تاکہ وقف کا نقصان نہ ہو۔

(۳)۔۔۔معروف (مقررہ) مقدار میں اساتذہ کو بلاعوض پانی فراہم کرنا بھی چونکہ متعارف ہے لہٰذا معروف مقدار کی حد تک بلاعوض پانی فراہم کرنا بالکل جائز ہے البتہ اگر اس مقدار سے زیادہ پانی استعمال کیا جائے تو اس کا عوض لیا جاسکتا ہے۔

(۴)۔۔۔جامعہ کی طرف سے یہ اساتذہ کے لئے ایک تبرع ہے اور عرف کے بھی مطابق ہے لہٰذا اسے جاری رکھنا چاہیئے۔

(۵)۔۔۔یہ بھی اساتذہ کے لئے مدرسہ کی طرف سے سہولت ہے، لہٰذا سوال میں ذکر کردہ طریقہ پر عمل کرنا بھی بہتر ہے۔

(۶)۔۔۔کھانے کے بارے میں یہ بات ملحوظ رہے کہ مدرسہ میں راشن (آٹا، گھی، گوشت وغیرہ) عام طور سے مستحق طلبہ کے لئے دیا جاتا ہے لہذا جو طلبہ مستطیع ہوں ان کے لئے اور مدرسے کے دیگر عملہ (اساتذہ، خدام وغیرہ) کیلئے بلا عوض (مفت) اس کا استعمال درست نہیں ہے البتہ کھانے کی قیمت یعنی اس کے ثمنِ مثل یا کم از کم اس قیمت پر جو اس کی لاگت آئی ہے، اتنی قیمت لیکر قیمتاً انہیں کھانا فراہم کیا جاسکتا ہے۔

(۷)۔۔۔سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اساتذہ کو مخصوص رقم دینا یا ان کو حج اور عمرہ کرانا بھی تبرع ہے۔

اب تک ہر ایک شق کا الگ جواب لکھا گیا ہے۔ ذیل میں آپ کے ذکر کردہ دو سوالات کے جوابات لکھے جاتے ہیں:

(۱)۔۔۔۔سوال میں ذکر کردہ دونوں اختیارات تقرر نامہ میں درج کروالیے جائیں اور فرائضِ منصبی کیساتھ ساتھ اجمالی طور پر اضافی ذمہ داریوں کا بھی ذکر کیا جائے اور ان اضافی ذمہ داریوں پر جو سہولیات فراہم کی جائیں گی، ان کی تفصیل بھی ذکر کی جائے اور مدرس کے سامنے دونوں اختیارات رکھ دیئے جائیں، تاکہ کوئی چیز مجہول نہ رہے، اب جو اساتذہ اضافی ذمہ داریاں دلی خوشی کیساتھ قبول کرنے کے لئے تیار ہوں، تو ان کے ساتھ مذکورہ معاملہ کیا جاسکتا ہے اور جب باہمی رضامندی کے ساتھ مذکورہ معاملہ طے ہو جائے تو انکو اضافی ذمہ داری (اصل تنخواہ کے علاوہ) اضافی الاؤنس کے ساتھ سپرد کرنا بھی شرعاً درست ہوگا۔

(۲)۔۔۔سابقہ تفصیل کی روشنی میں جو چیزیں تبرعات کے قبیل سے ہیں انہیں ایک مقررہ حد تک اضافی داریوں کا عوض بنایا جاسکتا ہے البتہ ذمہ داری کے ساتھ اس کے عوض کی وضاحت بھی ضروری ہے تاکہ عقدِ اجارہ میں جہالت لازم نہ آئے۔

الفتاوى الهندية – (۴ / ۴۱۱)

وأما شرائط الصحة فمنها رضا المتعاقدين. ومنها أن يكون المعقود عليه وهو المنفعة معلوما علما يمنع المنازعة فإن كان مجهولا جهالة مفضية إلى المنازعة يمنع صحة العقد وإلا فلا. ومنها بيان محل المنفعة.... ومنها أن تكون المنفعة مقصودة معتادا استيفاؤها بعقد الإجارة.. ومنها خلو الركن عن شرط لا يقتضيه العقد ولا يلائمه.

وفي تقريرات الرافعي:

(قوله المعروف كالمشروط الخ)اى فيفسدالعقد وان لم يصرح بهذاالشـرط لانـه بمنزلة المنصوص عليه وهولايقتضيه العقدخصوصـاً مـع جهالـة مقدارمايأكلـه العبدوجنسه،لكن هذاحينئذمخالف لكلام الفقيه بالكلية،فان مقتضاه جوازالاجارة فى العبدللاالدابة،ولعل وجه الجوازفيه مع الجهالة فى علفه انهالاتفضى الى المنازعة بسبب انه ياكل من مال المستاجرعادةً كمايشيراليه قوله"امافى زماننا الخ"فتكون مثل استئجار الظئربطعامها

تحفة الفقهاء (٢/ ٣٤٧)

كتاب الإجارة الإجارة نوعان إجارة على المنافع وإجارة على الأعمال ولكل نوع شروط وأحكام.

أما الإجارة على المنافع فكإجارة الدور والمنازل والحوانيت والضياع وعبيد الخدمة والدواب للركوب والحمل والثياب والحلي للبس والأواني والظروف للاستعمال والعقد جائز في ذلك كله .

وشرط جوازه أن تكون العين المستأجرة معلومة والأجرة معلومة والمدة معلومة بيوم أو شهر أو سنة لأنه عقد معاوضة كالبيع وإعلام المبيع والثمن شرط في البيع فكذلك ههنا إلا أن المعقود عليه ههنا هو المنافع فلا بد من إعلامها بالمدة والعين والذي عقدت الإجارة على منافعه.......................... واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فیاض علی سواتی
غفرلہ ولوالدیہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۴/جمادی الاولی/۱۴۴۰ھ
۲۱/جنوری/۲۰۱۹ء

الجواب صحیح
نائب مفتی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۴/جمادی الاولی/۱۴۴۰ھ
۲۱/جنوری/۲۰۱۹ء

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
مفتی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۴/جمادی الاولی/۱۴۴۰ھ
۲۱/جنوری/۲۰۱۹ء

الجواب صحیح
۱۵/۵/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح
۱۵/۵/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح
۱۵/۵/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح
۱۵/۵/۱۴۴۰ھ